حضرتِ مولانا قاضی محمد شمس الدین رح

خالد بن یزیدؒ اموی

پہلا مسلمان سائنس دان

اسلام کے اوّلین سنہری علمی دَور کی تاریخ کو مسخ کرنے میں اسلام دشمن باطنی تحریک کے ساتھ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے یورپین مستشرقین نے بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مسلمانوں نے کوئی علمی ترقی کی ہو یا عمرانی، مستشرقین کے منہ سے یہ رال ٹپکتی ہی رہتی ہے کہ اس عظمت کمال کو یورپ کے کھاتے میں ڈال دیں، مثلاً فرنگیوں کی نئی "تحقیق" یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ حنفی رومن لاء کو سامنے رکھ کر مرتب کی ہے۔ (سیرت النعمان شبلی ص۱۱۹) اور تاج محل آگرہ اور مقبرہ جہانگیر لاہور، اطالوی مہندسین نے بنایا تھا۔ (اشارات مؤلف مستشرق)

یہ ایک غیر متنازع حقیقت ہے کہ اسلام کے زریں علمی اور ثقافتی ادوار میں جس وقت مسلمانوں کا آفتاب علم و ہنر آسمان تحقیق و اجتہاد و ایجادات کے نصف النہار پر تاباں و درخشاں تھا اس زمانے میں یورپ جہالت و ادبار کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ علم و فن کا وہ کونسا پہلو تھا جس پر مسلمان محققین "ہمیں ہم ہیں" کا ڈنکا نہیں بجا رہے تھے۔

آج یورپین عیسائی اہل قلم قرون وسطی میں مسلمانوں کے علم و فن کی بالادستی کا لاکھ انکار کریں لیکن عرب عیسائی اہل علم نے یورپ کے اس بر خود غلط گھمنڈ کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا۔ یورپ نے ڈھنڈورہ پیٹا کہ ہندوستان کا بحری راستہ سب سے پہلے ایک یورپی عیسائی واسکو ڈی گاما نے دریافت کیا تھا۔ لیکن عرب عیسائیوں نے اس ڈھنڈورے کے ڈھول کا پول

ٹول کھولا کر جس وقت واسکوڈی گاما نے ایک عرب ملاح شہاب الدین کی رہنمائی میں یہ سفر کیا اس سے کہیں پہلے عرب ملّاح یورپ، افریقہ، ایشیا، جاوا، سماٹرا بلکہ چین تک کے سمندر کھنگالتے پھر رہے تھے۔ مشہور لبنانی محقق عرب عیسائی مسٹر لوئی معلوف (MALUF) نے مشہور کتاب المنجد کے حصہ ادب وعلوم (سترھویں ایڈیشن) میں لکھا ہے کہ واسکوڈی گاما نے ایک عرب ملاح کی زیر نگرانی یہ سفر کیا تھا۔ المنجد صفحہ ۳۸ پر لکھتا ہے:

"فاسکو دی غاما۔ بو رتغالی من مشاهیر الملاحین اکتشف طریق الهند عن رأس الرجاء الصالح ۱۴۹۸ء استعان بالعرب لیهتدی طریقه فی مجاهیل المحیط الهندی۔"

واسکوڈی گاما ایک مشہور پرتگالی ملّاح تھا جس نے ایک عرب ملاح سے امداد مانگی اور اس کی راہنمائی میں ۱۴۹۸ء میں راس اُمید کے راستے سے بحر ہند کے نادریافت اور گمنام بحری راستے معلوم کیے تھے۔"

پھر صفحہ ۲۹۳ پر اس عرب ملّاح کے متعلق لکھتا ہے:

"شهاب الدین احمد بن ماجد لوتی عربی شهیر باسد البحر وبالمعلم ومن المرجح ان الرحالة فاسکو دی غاما اتخذه ربانا لسفینته فی رحلة ۱۴۹۸ء له الفوائد فی اصول علم البحر والقواعد وحاویة الاختصار فی اصول علم البحار۔

"شہاب الدین احمد بن ماجد ایک عرب ملّاح تھا جو "شیر سمندر" اور "معلم" کے القاب سے مشہور تھا اور یہ یقینی بات ہے کہ واسکوڈی گاما نے اپنے سفر ہند ۱۴۹۸ء میں اسی کو رہبر ملاح بنایا تھا۔ فن سمندر بانی (ملاحت) میں اس کی دو تصنیفیں بھی ہیں۔ ایک کا نام۔ الفوائد فی اصول علم البحر والقواعد ہے۔ اور دوسری کا نام حاویۃ الاختصار فی اصول علم البحار ہے۔"

یہی مسٹر لوئی المنجد کے صفحہ ۳۹۲ پر اس کتاب الفوائد کے متعلق لکھتا ہے:

"الفوائد فی اصول علم البحر والقواعد یشتمل علی تاریخ فن

الملاحۃ وعلاقتھا بالنجوم فی خلیج العجم و الھندی وشواطی جزیرۃ العرب وسوماترا وسیلون و زنجبار الفہ شھاب الدین احمد بن ماجد بن ابی الرکائب ۱۴۸۹ء مخطوط فی ـــــ باریس۔

"خلیج فارس بحرِ ہند جزیرۃ العرب زنجبار افریقہ لنکا سماٹرا کے سمندروں میں فنِ سمندر بانی (ملاحت) کی تاریخ اور آسمانی ستاروں کے ساتھ اس فن کے تعلق کے بارے میں یہ کتاب شہاب الدین احمد بن ماجد بن ابوالرکائب نے ۱۴۸۹ء میں تصنیف کی اور اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ پیرس کے کتب خانے میں موجود ہے۔"

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ عرب ملّاح صرف چپّو چلانے والے ملاح ہی نہ تھے بلکہ صاحبِ تصنیف بھی تھے اب ایک اور اہم عرب ملّاح کے متعلق مسٹر لوئی نے ہی المنجد میں ص ۲۶۱ پر یوں لکھا ہے :

"سلیمان المھری من مشاھیر بحارین العرب لقب بمعلم البحر توفی ـــــ نحو ۱۵۵۴ء وضع مولفات عرض لاحوال النجوم والریاح و نوامیسھا فی انواع البحر و وصف طریق البحریۃ بین بلاد العرب و الھند و اندونیسیا و الصین ـــــ۔

"سلیمان مہری عرب کے مشہور ماہر ملاحوں میں سے تھا اس کا لقب بھی معلم البحر تھا اندازاً ۱۵۵۴ء میں اسکی وفات ہوئی اس نے بہت سی تصانیف کی ہیں جن میں آسمانی ستاروں کے حالات بحری ہواؤں اور ان کے سمندری طوفانوں پر اثرات جو عرب ممالک، ہندوستان، انڈونیشیا اور چین کے سمندری سفروں میں پیش آتے ہیں، مفصل بیان کئے ہیں۔"

مسلمانوں کی اخلاقی عظمت :

لگے ہاتھوں اس مقام پر مسلمانوں کی اس اخلاقی عظمت کو بھی پیشِ نظر رکھیں کہ مسلمانوں نے یونان سے رائی بھر جتنی طب سیکھی پھر اپنی محنت سے اور ذہانت سے اسے رائی سے پہاڑ

بنایا لیکن اس کا نام "طبّ یونانی" ہی رکھا تاکہ محسن اوّل "یونان" کا نام روشن رہے لیکن طوطا چشم احسان فراموش یورپ کا اخلاقی پہلو یہ ہے کہ انکے سب سے پہلے مستشرق جربرٹ (JERBERT) نے دسویں صدی عیسوی میں فرانس سے اندلس (اسپین) کا سفر کیا، وہاں لمبی مدت مسلمان استاذوں سے ہر قسم کے علوم سیکھے پھر واپس آیا۔ اس کے بعد پیرل امینیر (PiERREL AENERE) اور گیرارڈی کریمون (DE CREMONE) گیارہویں اور بارہویں صدی میں اندلس سے علوم عربیہ سے مالا مال ہوکر واپس آئے اور وہی علوم یورپ میں پھیلائے۔ لیکن کیا مجال جو مسلمانوں کے احسان کا نام بھی لے جائیں.... سچ ہے: "وللّٰہ فی خلقہ شیون" اور یہ مسٹر جربرٹ ۹۹۹ میں پوپ مقرر ہوا تھا۔ ("الاستشراق والمستشرقون"۔ علامہ ڈاکٹر مصطفی السباعی رئیس شعبہ فقہ اسلامی یونیورسٹی ص۱۲ طبع کویت ۱۹۶۸ء)

— ملک محمد فیروز فاروقی صاحب نے خالد اموی کے علمی اور فنی کمالات کے مخفی گوشوں کی نقاب کشائی کی ہے اور اس سلسلے میں بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں لیکن ان کے ذاتی حالات اور سوانحی تفصیلات کچھ زیادہ نہ درج کرسکے۔ راقم الحروف نے مناسب سمجھا کہ ان کے کچھ ذاتی حالات اور سوانحی خصوصیات یک جا کردے تاکہ تصویر مکمل ہوجائے۔

تاریخی پس منظر:

عبد مناف کے چار بیٹوں میں سے دو بیٹے ہاشم اور عبشم (عبد شمس) ایک ماں سے توام پیدا ہوئے تھے اور حقیقی بھائی تھے۔ ہاشم کی اولاد میں سے عبد المطلب سردارِ قوم تھے۔ اور عبد المطلب کے دس بیٹوں میں سے عبد اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد تھے۔ حضور علیہ السلام کو جب نبوت ملی تو اس وقت آپ کے چار چچا زندہ تھے۔ حضرت حمزہؓ حضرت عباس، ابولہب اور ابوطالب۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس مشرف باسلام ہوئے۔ ابولہب نے اتنی شدید عداوت ظاہر کی کہ اس کی مذمت میں اس کے نام کی صراحت کے ساتھ ایک "سورۃ لہب" نازل ہوئی اور ابوطالب حضور کے ساتھ محبت کے باوجود

اسلام کا اظہار نہ کر سکے اور ان کے اس عدم اظہار اسلام کی تصریح شیخ صدوق نے اپنی کتاب جامع الاخبار مطبوعہ تہران میں صـ۱۶ پر کی ہے۔

عبشمس کی اولاد :

عبشمس کی اولاد میں سے دو بیٹے امیہ اور عبدالعزیٰ بھی تھے۔ عبدالعزیٰ کے ایک پوتے حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبشمس بھی تھے۔ یہ ابوالعاص ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے حقیقی بھانجے اور حضور علیہ السلام کی تمام اولاد کے خالہ زاد بھائی بھی تھے اور دونوں کے پہلے داماد بھی تھے کہ حضور علیہ السلام کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کے شوہر تھے ــــــــــ

بنو اُمیہ :

عبشمس کے دوسرے بیٹے امیہ کے تین لڑکے حرب، ابوالعاص اور عاص تھے۔ ابوالعاص کے دو بیٹے عفان اور حضرت حکم تھے۔ عفان حضرت عثمانؓ کے والد اور حضرت مروانؓ کے چچا تھے اور حضرت حکمؓ حضرت مروان کے والد اور حضرت عثمانؓ کے چچا تھے۔ اور حرب کے بیٹے حضرت ابوسفیانؓ تھے اور حضرت ابوسفیانؓ کے تین لڑکے بہت مشہور اور دھاۃ عرب میں سے ہو گزرے ہیں۔ حضرت یزید الخیرؓ ایک والدہ سے، حضرت معاویہؓ دوسری والدہ سے اور حضرت زیادؓ تیسری والدہ سے۔ حضرت معاویہؓ ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ کے حقیقی بھائی اور خال المومنین (مسلمانوں کے ماموں) مشہور تھے۔ سیدنا معاویہؓ کے پوتے ابوہاشم خالد بن یزید ہوئے ہیں۔

حضرت معاویہؓ کی اولاد میں سے خالد اور ان کی بہن عاتکہ بنت یزید بن معاویہؓ بعض خصوصیات میں منفرد و بے مثال تھے۔ حضرت عاتکہ معمر خاتون تھیں، مالک تخت و تاج، بارہ خلیفے ان کے محرم تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱)۔ عاتکہ کے دادا حضرت امیر معاویہؓ (۲) عاتکہ کے والد یزیدؒ

(۳) عاتکہ کے بھائی خلیفہ معاویہؓ ثانی (۴) عاتکہ کے خسر حضرت مروانؓ
(۵) عاتکہ کے شوہر خلیفہ عبدالملک بن مروانؓ (۶) عاتکہ کا لڑکا خلیفہ یزید بن عبدالملک بن مروان۔ عاتکہ کے تین ناسگے بیٹے (۷) خلیفہ ولید بن عبدالملک (۸) خلیفہ سلیمان بن عبدالملک (۹) خلیفہ ہشام بن عبدالملک (۱۰) عاتکہ کے حقیقی پوتے خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک (۱۱) عاتکہ کے دو ناسگے پوتے خلیفہ یزید بن ولید بن عبدالملک اور (۱۲) خلیفہ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہم (۱)

ایک اور شرف :

سیّدہ عاتکہ کا ایک اور شرف یہ بھی ہے کہ وہ جہاں دفن ہوئیں دمشق میں آج تک اس محلّہ کا نام در محلہ قبر عاتکہ" مشہور ہے۔ البدایۃ والنہایۃ کے مصحح جناب علامہ عبدالحفیظ سعد عطیہ لکھتے ہیں : ـــــــــ

" قبر عاتکہ محلۃ من محلات دمشق معروفۃ بھذا الاسم الی الیوم "۔ حاشیہ نمبر ۳ :
"محلہ قبرِ عاتکہ، دمشق کے مشہور محلوں میں آج (۱۳۵۱ھ) تک ایک مشہور محلہ ہے۔ البدایۃ والنہایۃ جلد ۹ صـ۲۳۱"

خالد بن یزید :

نہ صرف اولاد بنو عبشمس میں بلکہ اپنے وقت کے نوجوانوں میں اپنی مثال آپ تھے، اپنے جد امجد کی خلافت میں آنکھیں کھولیں اور ابتداء ہی سے حصولِ تعلیم کی طرف طبعی رجحان تھا علومِ دینیات، تاریخ عرب اور علم الانساب میں بے مثال تھے، قاضی ابن خلکان ان کے بارے میں لکھتے ہیں (۲): " کان اعلم قریش بفنونِ العلم ۔
علم کی سب قسموں میں قریش کے سب سے بڑے عالم تھے ۔
اور حافظ ابنِ عساکر اپنی تاریخ ابنِ عساکر میں لکھتے ہیں (۳)

"قال ابن ابی حاتم کان من الطبقة الثانیه من تابعی اهل الشام۔ و قیل عنه قدعلم علم العرب و العجم۔"

امام ابن ابی حاتم نے فرمایا ہے کہ آپ تابعین شام کے دوسرے طبقہ تابعین میں سے تھے اور ان کے متعلق ہی کہا گیا ہے کہ انہوں نے عرب و عجم کے علوم حاصل کئے۔

اور ابن عبدربہ اندلسی نے العقد الفرید میں خالد کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (۴)

ما ولدت امیه مثل خالد بن یزید۔

خاندانِ بنو امیہ میں خالد بن یزید کی طرح کا کوئی دوسرا بچہ پیدا نہیں ہوا۔

بچپن ہی سے کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے پڑھانے کا شوق تھا۔ امام ابنِ عساکر نے ان کا اپنے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں کتابوں کا عاشق تھا۔

"کان یقول کنت مولعاً بالکتب۔"

اور ابن ندیم الوراق نے الفہرست میں لکھا ہے کہ (۵)

الذی عنی باخراج کتب القدماء فی الصنعة خالد بن یزید..... وهو اول من ترجم له کتاب الطب و النجوم و کتاب الکیمیا و کان جواداً۔

خالد سب سے پہلا آدمی ہے جس نے پرانے ماہرینِ فن کیمیا کی کتابوں کو مہیا کیا اور طب، نجوم اور کیمیا کے فنون کی کتابوں کے ترجمے کرائے۔ بڑا دریا دل آدمی تھا۔

تصانیف :

اور نہ صرف یہ کہ کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ بلکہ خود بھی صاحبِ تصانیف تھے۔

یاقوت حموی نے معجم الادباء (۶) میں انکی دو کتابوں کے یہ نام بتلائے ہیں۔

۱۔ السر البدیع فی فک رمز المنیع ۲۔ کتاب الفردوس۔

ابن ندیم الوراق نے لکھا ہے کہ انکی بہت سی کتابوں میں سے تین کتابیں میں نے بھی دیکھی ہیں : ———

وله عدة كتب و رسائل و له شعر كثير في هذا المعنى رأيت
منه نحو خمس مائة ورقة و رأيت من كتبه كتاب الحرارات و
كتاب الصحيفة الكبير وكتاب الصحيفة الصغير و كتاب
وصية الى ابنه في الصنعة -

بہت سی کتابیں اور رسالے انکی تصنیفات میں سے ہیں اور سائنسی علوم میں بھی ان کے
بہت سے اشعار ہیں جن میں سے مَیں نے بھی پانچ سو صفحات دیکھے ہیں
اور انکی کتابوں میں سے کتاب الحرارات
اور کتاب الصحیفہ الصغیر اور کتاب الصحیفہ الکبیر اور صنعتِ کیمیا میں اپنے بیٹے کے
نام ایک وصیّت نامہ بھی ہے جو میں نے بھی دیکھے ہیں۔

علم کو یاد رکھنے کا عجیب طریقہ اختیار کر رکھا تھا۔ اپنی باندیوں کو سامنے بٹھا رکھتے اور
اپنے سبق کا ان کے سامنے تکرار کرتے رہتے اور پھر ان کو کہتے مجھے معلوم ہے کہ تم میں یہ
علم سمجھنے کی صلاحیت نہیں۔ طبیعت متوازن اور متواضع تھی۔ اتنے علم کے باوجود عُجب اور
گھمنڈ کا نام نہ تھا۔ ان کا مشہور مقولہ تھا کہ " میں عالموں میں بھی نہیں اور جاہلوں میں بھی
نہیں ہوں۔ علم جہاں سے بھی ملے حاصل کرنے کی لگن تھی۔

عروۃ بن ردیم۔ خالد سے ہی روایت کرتے ہیں کہ خالد نے فرمایا :
مجھے ایک دفعہ الجزیرۃ (دجلہ اور فرات کے درمیان کا دوآبہ) جانے کا اتفاق ہوا۔
اور کسی کو بتائے بغیر میں چپکے سے لباس اور حلیہ تبدیل کر کے اکیلا چل کھڑا ہوا۔ ایک جگہ کیا دیکھتا
ہوں کہ کچھ پادری اور ان کے چیلے ایک جگہ اکٹھے کھڑے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس پہنچ گیا اور
پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کس لئے جمع ہیں ؟ وہ بولے کہ ہمارے ایک شیخ ہیں
وہ ہر سال ہمیں اس دن یہاں ملتے ہیں اور ہم ان سے اپنے
دین کے بارے میں پُوچھتے ہیں پھر اس کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ میں نے
سوچا کہ شاید مجھے بھی کوئی مفید بات معلوم ہو جائے میں بھی ان لوگوں میں کھڑا ہو گیا جب
وہ شیخ سامنے آیا تو پہلے تو مجھے بہت غور سے دیکھا پھر بولا تم ان لوگوں میں سے تو معلوم نہیں

ہوتے غالباً تم اُمتِ محمدیہ میں سے ہو، میں نے کہا بے شک۔ تو راہب نے پُوچھا تم اُمتِ محمدیہ کے علماء میں سے ہو یا جاہلوں میں سے۔

میں :۔ نہ میں ان کے عالموں میں سے ہوں نہ جاہلوں میں سے

راہب :۔ تمہارا یہ دینی عقیدہ ہے کہ جنت میں جنتی لوگ کھائیں پئیں گے۔ لیکن ان کو پاخانہ پیشاب کی ضرورت نہ ہو گی۔

میں :۔ بے شک ہمارا یہی عقیدہ ہے۔

راہب :۔ ہاں تو اس کی اس دنیا میں ایک مثال بھی موجود ہے۔ بتاؤ وہ کیا ہے۔؟

میں :۔ اس کی مثال وہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے صبح و شام اس کو اللہ کا رزق ملتا ہے لیکن وہ پاخانہ پیشاب نہیں کرتا۔

یہ بات سُن کر اس راہب کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور بولا :

راہب :۔ تم تو کہتے تھے کہ میں نہ علماء میں سے ہوں نہ جہال میں سے

میں :۔ بے شک میں نہ مسلمانوں کے علماء میں سے ہوں نہ جاہلوں میں سے ہوں۔

راہب :۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے نا کہ جنتی جنت میں خوب کھائیں پئیں گے۔ لیکن جنت کی نعمتوں میں سے کوئی چیز بھی کم نہ ہو گی۔

میں :۔ بے شک ہمارا یہی عقیدہ ہے اور بات ہے بھی ایسے ہی کہ جنت میں کچھ کمی نہ ہو گی ـــــــــــ

راہب :۔ ہاں تو اس کی بھی دنیا میں ایک مثال موجود ہے تم بتاؤ وہ مثال کیا ہے۔

میں :۔ اسکی مثال ایک عالم کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا علم اور حکمت سکھائی پھر اس عالم سے اگر لاکھوں کروڑوں لوگ بھی برس ہا برس تک پڑھتے رہیں تو اس عالم کا علم تو ان لوگوں کو ملے گا لیکن اس کے اپنے علم میں ذرہ برابر کمی نہ آئیگی۔

راہب :۔ تم تو کہتے تھے کہ میں نہ علماء میں سے ہوں نہ جہال میں سے ہوں۔

میں :۔ بے شک میں نہ علماء میں سے ہوں نہ جہال میں سے ہوں۔

راہب :۔ اپنے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ میں نے مُسلمانوں میں اس سے بڑا

حاضر جواب عالم نہیں دیکھا۔

پھر مجھے کہا کہ ایک بات بتاؤ۔ کیا تم میں یہ بات اب پیدا ہوگئی ہے کہ بڑے بوڑھوں سے چھوٹے بچے حجت بازیاں کریں ان کو بُرا بھلا کہیں اور کوئی ان کو نہ روکے نہ ٹوکے۔

میں :۔ ہاں یہ بات تو ہمارے معاشرے میں چل نکلی ہے۔

راہب :۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دین میں اب کمزوری آنی شروع ہوگئی ہے اور دنیا کی طرف رغبت بڑھ چکی ہے۔ انتہی باختصار۔ (۸)

کیمیا دانی :

خالد سے کسی نے پوچھا کہ آپ ہمہ تن کیمیاگری کی طرف ہی متوجہ ہوگئے ہیں۔ خالد نے جواب دیا۔ خلافت تو دوسری طرف چلی گئی۔ بھائی کی وفات کے بعد لوگ اب مجھے بڑا سمجھ کر میری طرف آتے ہیں ان کی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری مجھ پر آگئی ہے۔ اس لئے میں نے یہ صنعت اختیار کر لی ہے کہ میں بھی کسی کا دست نگر نہ رہوں اور میرے احباب مداح بھی کسی اور طرف کا قصد نہ کریں (۹)۔ خالد کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ کچھ بھی ہو خلیفہ عبدالملک بن مروان صاحب تخت و تاج ہے اب اس کے ساتھ برابری کا معاملہ رکھنا سوائے استغناء کے ہو نہیں سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ اس فن میں کامیاب تھے۔ اور خالد کا یہ استغناء خلیفہ عبدالملک کو بھی کھٹکتا تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ عبدالملک نے آل ابوسفیان کے مواجب اور وظائف بند کر دیئے۔ خالد کے نانا ابو ہاشم بن عتبہ کے بھائی عمرو بن عتبہ نے خلیفہ عبدالملک کے پاس اس بندش کی شکایت کی۔ خلیفہ عبدالملک نے جواب میں کہا کہ ہم تو اس کو دیتے ہیں جو لینے کی ضرورت سمجھے اور جو ہم کو اپنی خودداری دکھائے ہم بھی اس کو اسکی خودداری کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ خالد کی استغنا کی طرف اشارہ تھا۔ جب یہ بات خالد تک پہنچی تو خالد نے کہا۔ یہ (عبدالملک) تو خود محرومیوں کا باپ (ابوالحرمان) ہے یہ مجھے کیا دھمکاتا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس کے دینے والے ہاتھ کے اوپر ایک اور ہاتھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بہت فراخ ہاتھ ہے جو عبدالملک کے دینے سے بالا بالا ہی بہت کچھ دے دیتا ہے اور پھر عمرو بن

عتبہ کا حق تو اس سے بہت زیادہ عبد الملک کے پاس ہے جتنا عبد الملک نے عمرو کو دیا ہے۔[۱۰]
یہ اشارہ تھا کہ خلافت تو خاندان خالد کی تھی جو آلِ مروان نے ہتھیالی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب کبھی خالد کی عبد الملک کے ساتھ رد و بدل بات ہوتی تو خالد عبد الملک کو خاموش ہونے پر مجبور کر دیتا تھا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ خالد اپنے باپ کی طرح قادر الکلام فصیح اور حاضر جواب تھا۔
امام ابنِ کثیر نے بھی لکھا ہے کہ :

کان خالد فصیحا بلیغا شاعرا منطقیا مثل ابیہ ۔"

(تاریخ ابنِ کثیر جلد ۹ ص۶۰)

ایک دلچسپ مکالمہ :

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ خلیفہ عبد الملک کے ولی عہد لڑکے ولید نے اور خالد کے چھوٹے بھائی عبد اللہ نے گھوڑے دوڑائے۔ اتفاق سے عبد اللہ کا گھوڑا آگے نکل گیا۔ جس پر ولید بہت شرمندہ ہوا اور اپنی خفت مٹانے کے لئے واپسی میں بدکانے کے لئے، عبد اللہ کے گھوڑے کو کچوکے لگائے اور عبد اللہ کی نقلیں اُتاریں۔ عبد اللہ کو یہ بے ہودہ حرکتیں بہت ہی ناگوار گذریں۔ غصے سے لال سُرخ گھر پہنچا، گھوڑے کو باندھ کر اِدھر اُدھر کچھ ڈھونڈنے لگا۔ خالد نے محسوس کیا کہ کوئی خاص بات ہوئی ہے۔ عبد اللہ سے پوچھا۔

خالد —— عبد اللہ کیا ڈھونڈتے ہو ؟

عبد اللہ —— آج ولید نے میرے ساتھ گھوڑا دوڑایا۔ میرا گھوڑا اس کے گھوڑے سے آگے نکل گیا واپسی پر اس نے میرے گھوڑے کو بدکانے کے لئے کچوکے لگائے اور میری نقلیں اُتاریں۔ میں ابھی تلوار سے اس کا کام تمام کرتا ہوں۔

خالد —— عبد اللہ ! یہ تو تم نے بہت غلط سوچا ہے، تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کا ولی عہد بیٹا ہے۔

عبد اللہ —— لیکن اس نے اپنی ناکامی کی خفت مٹانے کے لئے میرے گھوڑے کو کچوکے کیوں لگائے اور میری نقلیں کیوں اُتاریں۔ ؟

خالد ــــ تم حوصلہ کر دیں ابھی امیرالمومنین سے بات کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر خالد عبدالملک کے پاس گئے اور اس کے پاس اتفاق سے اس وقت ولید بھی موجود تھا۔ خالد نے عبدالملک کو کہا کہ آج ولید اور عبداللہ نے گھوڑے دوڑائے، عبداللہ کا گھوڑا آگے نکل گیا۔ اس پر ولید نے اپنی خفت مٹانے کے لئے عبداللہ کی نقلیں اتاریں اور اس کے گھوڑے کو کچوکے لگائے۔ اس طرح عبداللہ کی تذلیل کی جو عبداللہ نے بہت محسوس کی ہے۔

عبدالملک ــــ یہ خیال نہ کرتے ہوئے کہ بات کس سے کر رہا ہے۔ شاہی گھمنڈ میں بے پرواہی سے بولا۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ ۚ کذالک یفعلون ۔

بادشاہ جس بستی میں داخل ہوتے ہیں اس کو تباہ کرتے ہیں وہاں کے باعزتوں کو ذلیل کرتے ہیں اور ان کا یہی کام ہوتا ہے۔

خالد ــــ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے امیروں سے بڑے کام سرزد ہوتے ہیں پھر ان کی تباہی حق ہو جاتی ہے تو ہم اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں ــــ

عبدالملک ــــ کھسیانا ہو کر بات کا پہلو بدلتا ہے، عبداللہ بہت اچھا نوجوان ہے اگر اس کے کلام میں لحن نہ ہوتا۔ (بات کرنے میں زیر زبر غلط کرنے کو لحن کہتے ہیں

خالد ــــ لیکن آپ کے بیٹے ولید کے کلام میں تو عبداللہ سے بھی بہت زیادہ لحن

عبدالملک ــــ ہاں، گو ولید کے کلام میں لحن ہے لیکن اس کے بھائی سلیمان کے کلام میں تو لحن بالکل نہیں۔

خالد ــــ ہاں اگر عبداللہ کے کلام میں لحن ہے تو اس کے بھائی خالد (یعنی خود وہ) کے کلام میں بھی لحن بالکل نہیں۔

عبدالملک ـــــ یعنی خالد! یہ تو تم نے اپنے منہ آپ اپنی تعریف کی ہے جو مناسب نہیں۔

خالد ـــــ یعنی امیر المومنین! آپ نے بھی تو اپنی تعریف اپنے منہ کی تھی۔

عبدالملک ـــــ وہ کب!! وہ کب!!

خالد ـــــ جب آپ نے عمرو بن سعید (بن عاص بن اُمیہ متوفی ۶۹ ھ) کو قتل کیا تھا اور خود اپنے منہ سے کہا تھا کہ جو عمرو بن سعید کو قتل کرے اس کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے اس کارنامے پر فخر کرے۔

عبدالملک ـــــ اِدھر سے ناکام ہو کر دوسری دفعہ بات بدلتے ہوئے۔ ہمارے والد مروان بہت باہمّت انسان تھے۔

خالد ـــــ وہ تو اب اس دنیا میں نہیں لیکن اگر میں ان کے متعلق بھی کہنا چاہوں تو بہت کچھ کہہ سکتا ہوں۔

عبدالملک ـــــ اب بالکل ہی لاجواب ہو کر خاموش ہو جاتا ہے اور پھر کہتا ہے۔ خالد بس بھی کرو۔ تم تو بہت جری ہوتے جا رہے ہو۔

خالد ـــــ نہیں امیر المومنین! بات تو اس شاعر کی ہے جس نے کہا تھا کہ ہاتھ کے ہتھیاروں کی لاکوں سے زبان کے ہتھیاروں کی بہت زیادہ چبھتی ہیں۔

اب عبدالملک تو بالکل ہی ہتھیار ڈال بیٹھا لیکن آدابِ مجلس کا خیال نہ کرتے ہوئے ولید بولا ـــــ

ولید ـــــ خالد چُپ رہو، تم تو کسی شمار وقطار میں ہی نہیں ہو (نہ عیر میں ہو نہ نفیر میں۔) ـــــ

"عیر" تجارتی قافلے کو کہتے ہیں اور "نفیر" جنگی لشکر کو۔ خالد کو بڑوں کی بات میں چھوٹے (ولید) کا دخل دینا ناگوار گزرا اور عبدالملک کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

خالد ـــــ امیر المومنین آپ سُن رہے ہیں کہ آپ کا لڑکا کیا گل افشانی کر رہا ہے۔ پھر ولید کی طرف متوجہ ہو کر "تم جانتے ہو کہ عیر کِس کا ہے اور نفیر کِس کا ہے؟ سُنو! میرے پردادا ابو سُفیان تجارتی قافلے (عیر) کا سربراہ تھا اور میرا پرنانا عتبہ بن ربیعہ جنگِ

بدر میں قریش کے جنگی لشکر کا سردار تھا۔ البتہ اگر تم یوں کہتے کہ "بھیڑیں" اور "انگوروں کے جھنڈ" اور طائف" اور اللہ حضرت عثمانؓ پر رحم فرمائے" تو ہم تمہاری تصدیق کرتے، یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عبدالملک کے دادا حضرت حکم کی جائداد طائف میں تھی وہاں انہوں نے بھیڑوں کے ریوڑ پال رکھے تھے دن کو ان کو چراتے دوپہر کو انگوروں کے کسی سایہ دار جھنڈ کے نیچے آرام کرتے۔ حضرت عثمان نے ان کو اپنے دورِ خلافت میں مدینہ بلا لیا تھا۔ حضرت حکم حضرت عثمانؓ کے چچا تھے۔ (۱۱)

خوش مزاجی

خالد بن یزید بے حد سلیم الفطرت اور خوش مزاج تھے۔ بعض دفعہ ان کے "مطائبات" سے عبدالملک سٹ پٹا کر رہ جاتا۔ عبدالملک کا ایک چھوٹا بھائی تھا معاویہ بن مروان۔ اس کی عقل خاصی کمزور تھی اور ابومغیرہ کنیت تھی۔ ایک دن وہ خالد کو مل گیا تو خالد نے ابومغیرہ سے کہا کہ ابومغیرہ! یہ کیا بات ہے کہ تمہارا بھائی تم کو بالکل ہی بے حیثیت سمجھتا ہے کہ تم کو کسی صوبے کا گورنر نہیں بناتا۔

ابومغیرہ ـــــ نہیں یہ بات تو نہیں اگر میں چاہوں تو وہ مجھے ضرور بنا دے۔

خالد ـــــ اچھا تو پھر تم اس کو کہو کہ وہ تم کو صوبہ بیت اللھب (آگ کا گھر۔ مراد دوزخ) کا گورنر بنا دے۔

ابومغیرہ نے کہا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ صبح کے وقت امیرالمومنین عبدالملک کے پاس گیا اور اس سے یوں مخاطب ہوا۔

ابومغیرہ ـــــ کیوں امیرالمومنین میں آپ کا بھائی نہیں ہوں؟

عبدالملک ـــــ بے شک! تم میرے بہت اچھے بھائی ہو۔

ابومغیرہ ـــــ اچھا اگر یہ بات ہے تو آپ مجھے صوبہ بیت اللھب کا گورنر بنا دیں۔

عبدالملک نے اندازہ کر لیا کہ یہ کارستانی خالد کی ہی ہو گی۔

چنانچہ ابومغیرہ سے پوچھا۔

عبدالملک ـــــ تم کو خالد کب ملے تھے۔

ابومغیرہ ـــــ کل شام کو ملے تھے۔

عبدالملک ـــــ اچھا تو آئندہ اس سے بالکل نہ بولنا۔

اتنے میں خالد دربار میں جا داخل ہوئے ابومغیرہ کو دیکھا تو پوچھا کہو۔

ابومغیرہ! کیسے ہو؟

ابومغیرہ ـــــ عبدالملک کی طرف اشارہ کرکے "اس نے مجھے آپ کے ساتھ بولنے سے بالکل ہی منع کر دیا ہے۔"

یہ بات ابومغیرہ نے اس بھولے پن سے کہی کہ پوری مجلس کشتِ زعفران بن گئی عبدالملک ساختہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگیا۔ مجلس برخواست ہوگئی۔(۱۲)

خالد اور حجاج بن یوسف :

خالد با اصول منصف مزاج انسان تھے۔ اور حجاج بن یوسف گورنروں کی تاریخ میں ایک سخت گیر گورنر ہو گزرے ہیں۔ یہ محمدؐ بن قاسم فاتح سندھ کے چچا تھے۔ اور ان کی پالیسی اپنے آقاؤں کی رضامندی تھی اور یہ روش خالد کو ناپسند تھی۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد خالد حج کو گئے اور وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر کی ہمشیرہ سیدہ رملہ بنت زبیر کو نکاح کا پیغام دیا۔ اس کی بھنک کسی طرح حجاج کو مل گئی۔ حجاج چونکہ ہر بات کو اپنے آقاؤں کی رضامندی کے تابع، خواہی نخواہی، رکھنا چاہتے تھے اور چونکہ خلیفہ عبدالملک وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ عداوت چلی آرہی تھی۔ زبیری خاندان امویوں کا مخالف تھا۔ اس لئے حجاج کا خیال تھا کہ یہ رشتہ شاید امویوں کی سیاست کے ساتھ متصادم ہو، حجاج نے اپنے پرائیوٹ سیکرٹری عبیداللہ بن موہب کو حضرت خالد کے پاس بھیجا اور اس کے ذریعے خالد کو کہلوایا کہ میرے مشورے کے بغیر آپ نے یہ رشتہ کرنے کی کیوں کوشش کی۔ یہ خاندان تو وہ ہے جس نے آپ کے آباؤ اجداد کی طرف ہر بری بات منسوب کی اور ان کو گمراہ تک کہا ہے۔ اور پھر آپ ان کے ہم کفو بھی نہیں ہیں۔ یہ بات سن کر خالد غصے سے

لال سرخ ہو گئے ۔ پہلے تو کافی دیر تک عبید اللہ کو غصّے سے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے کہ تم قاصد ہو، اور افسوس کہ قاصد کو کچھ نہیں کہا جاسکتا ورنہ میں تمہارے ٹکڑے کر کے تمہارے آقا (حجّاج) کے دروازے پر پھنکوا دیتا ۔ جاؤ اس کو کہہ دو کہ تمہاری یہ حیثیت کب سے ہو گئی ہے کہ میں اپنے گھریلو رشتوں میں بھی تم سے مشورے لیتا پھروں ۔ اور یہ جو تم نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے تھے تو وہ آپس میں برابر کے قریش تھے ۔ پھر جب اسلام آیا اور اُس نے حق کو واضح کر دیا تو پھر ان کے باہمی معاملات محبت و مخالفت انکی ذاتی صلاحیتوں کے مطابق تھے اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ وہ ہمارے ہم کفو بھی نہیں ہیں تو اے حجاج خُدا تم کو سمجھے ۔ تم انساب قریش سے کتنے بے خبر ہو ۔ کیا عوام بن خویلد عبد المطلب کے کفو نہ تھے جو عبد المطلب نے اپنی لڑکی صفیہ ان کو بیاہ دی اور رسول اللہ نے تو خویلد کی لڑکی خدیجہ سے نکاح کیا تھا ۔ اور تم اسی خویلد کی اولاد کو آلِ ابوسفیان کا کفو نہیں سمجھتے ۔

جب حجاج کے پرائیوٹ سکریٹری نے خالد کے جوابات سُنائے تو حجّاج سے کوئی جواب نہ بن پڑا ۔[۱۳]

اسی سفر کی بات ہے کہ جناب خالد مسجد نبوی میں بیٹھے تھے ۔ سامنے سے حجاج بن یوسف گزرا ۔ ہاتھ میں جڑاؤ تلوار تھی ۔ جھومتا ہوا چل رہا تھا ۔ کسی نے خالد سے پُوچھا کہ یہ ۔ "جھومتا خان" کون ہے ۔ خالد نے بطور مزاح حجّاج کو سُنا کر کہا چُپ چُپ یہ تو عمرو بن عاص ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

حجاج یہ جملہ سُنتے ہی وہیں کھڑا ہو گیا اور یوں گویا ہوا ۔

"تم کہتے ہو یہ عمرو بن عاص ہے ۔ مجھے نہ عمرو بن عاص بننے کا شوق اور نہ ہی اس کا بیٹا بننے کا شوق ہے ۔ میں تو شیوخ ثقیف کا وہ چشم و چراغ ہوں جس نے اپنی تلوار کے گھاٹ تمہارے ایک لاکھ مخالفین کو خون میں نہلایا ہے ۔ جو تمہارے باپ دادا پر ہر بُرے سے بُرا الزام لگاتے تھے ۔ پھر تم مزاح کرتے ہوئے کہتے ہو یہ عمرو بن عاص ہے ۔"

پھر حجاج روانہ ہو گیا لیکن غصے سے اسکی زبان پر تھا عمرو بن عاص ۔ عمرو بن عاص ۔[۱۴]

امتدادِ وقت کے ساتھ خالد کے تعلقات خلیفہ عبد الملک سے بالکل ہموار ہو گئے ۔ عبد الملک

نے اپنی صاحبزادی عائشہ بنت عبدالملک کا نکاح خالد سے کر دیا۔ (۱۵) اور بعد میں عبدالملک نے خالد کو صوبہ حمص کا گورنر بنا دیا۔ وہاں خالد نے اپنی ایک یادگار جامع مسجد حمص تعمیر کرائی جس میں چار سو زر خرید غلام کام کرتے تھے۔ پھر جب جامع مسجد مکمل ہو گئی تو وہ تمام غلام جن کی تعداد چار سو تھی سب کو آزاد کر دیا۔ (۱۶)

خالد گو خلیفۂ وقت نہ تھے لیکن سخاوت کی دھاک خلفاء سے بھی زیادہ تھی۔ ایک دفعہ ایک شاعر حاضر خدمت ہوا اور اسے کہا کہ میں نے آپ کی تعریف میں دو شعر کہے ہیں لیکن میں وہ شعر اس وقت پڑھوں گا جب ان کا انعام مقرر کرنے کا اختیار مجھے دیں گے۔ خالد نے حامی بھر لی تو شاعر نے دو شعر سنائے ؎

سالت الندا والجود حران انتما
فردا و قالا اننا لعبید
فقلت و من مو لا کما فتطا ولا
علی و قالا خالد بن یزید

"میں نے سخاوت اور بخشش سے پوچھا کہ کیا تم دونوں آزاد ہو؟ تو وہ دونوں بولیں کہ ہم تو غلام ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ تم کس کی غلام ہو اور تمہارا آقا کون ہے تو وہ مجھے گھور کر کہنے لگیں۔ ہمارا آقا خالد بن یزید ہے۔

اس کے بعد خالد نے کہا کہ اب اپنا انعام بھی تم ہی مقرر کر لو تو شاعر نے کہا کہ ایک لاکھ روپیہ دلوائیے تو خالد نے ایک لاکھ روپیہ اس شاعر کو دینے کا حکم دیا۔ (۱۷)

آپ کے ضرب المثل کلمات:

بعض کلمات آپ نے ایسے بیان کئے جو بعد کو ضرب الامثال کے حکم میں آ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ انسان کے قریب تر کیا چیز ہے فرمایا۔ موت ـــــ سوال انسان کے لئے زیادہ قابلِ بھروسہ کیا چیز ہے فرمایا نیک عمل۔ سوال۔ انسان کے لئے سب سے ڈراؤنی چیز کیا ہے۔ فرمایا۔ مُردہ۔ (۱۸)

آپ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص ضدی بھی ہو، ریاکار اور باتونی بھی ہو اور پھر صرف اپنی ہی رائے صحیح سمجھتا ہو تو سمجھو کہ اسکی بدبختی مکمل ہوگئی۔(۱۹)

عام عادات :

جمعہ، ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھنے کی عادت تھی۔ علم طب، علم کیمیا اور علم طبیعیات میں دستگاہ کامل تھی۔ ایک دفعہ عبدالملک کے دربار میں پانی کا ذکر چل نکلا تو خالد نے سمندر کے کھارے پانی کی چند مشکیں منگوا کر عمل تقطیر (FILTRATION) کے ذریعے وہ پانی میٹھا کر دکھایا اور پھر اس عمل کی تفصیلات بیان کیں۔ فن کیمسٹری کے بے شمار تجربے کرتے رہتے تھے۔ پھر ان کو اپنی تصنیفات میں جگہ دیتے تھے، کاش کہ ان کی کوئی تصنیف ہاتھ لگ جاتی تو انہوں نے جو مفید اور قیمتی سائنسی تجربات کئے ہوں گے ان تک رسائی حاصل ہو سکتی۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا"(۲۰)

علماء اُمت کی نگاہ میں :

محقق علماء اُمت کی نگاہ میں خالد بن یزید ہر حیثیت سے بلند رُتبہ شخص گزرے ہیں درصدر اول کے محقق مؤرخین نے ان کی دینداری، انکی علمی قابلیت، ان کی اولوالعزمی اور سخاوت کا تذکرہ دل کھول کر کیا ہے گو اصل حالات بہت مبسوط و مفصّل ہوں گے کیونکہ آلِ بوسفیان کا سیاسی اقتدار تو معاویہ ثانی پر ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سیاسی اقتدار پر آلِ مروان چھا گئے اور طبعی طور سے آل مروان کی طرف ہی مؤرخین کا رُخ پھر گیا، پھر جب اقتدار بنو عباس کے خاندان میں منتقل ہوا تو علمی بساط پر چھائے ہوئے باطنی تحریک کے علمبرداروں نے کُرید کُرید کر محاسن بنو عبشم کو محو کیا اور ان کے فرضی اور خود ساختہ مثالب و عیوب کرا جاگر کیا تو ان حالات میں دشمنان بنو عبشم کی نگاہوں سے بچ کر کونوں کھدروں میں بچی کھچی جو تفصیلات مل سکیں ان سے اتنے حالات مشکل معلوم ہو سکے ہیں۔

(۱)۔۔۔۔ حضرت امام یافعی یمنی متوفی ۷۶۸، مرأت الجنان میں لکھتے ہیں کہ (۲۱)

كان موصوفاً بالعلم والدين والعقل -

علم، دین اور عقل کی صفات سے خالد متصف تھے۔

(۲) —— امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ[۲۲]

قال ابو زرعة الدمشقي معاويه وعبد الرحمن وخالد (بنو يزيد) من صالحي القوم -

امام ابو زرعۃ الدمشقی نے فرمایا کہ معاویہ (ثانی) اور عبدالرحمٰن اور خالد پسران یزید مسلمانوں کے صالحین میں سے تھے۔

(۳) —— حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں[۲۳]

صدوق مذكور بالعلم روى عن ابيه و دحية الكلبي و عنه الزهري و رجاء بن حيوة و على بن رباح و عبيد الله بن عباس ذكره ابن حبان في الثقات -

خالد راست باز اور ذی علم تھے اپنے والد اور حضرت دحیہ کلبی سے روایت کرتے ہیں اور خالد سے زہری رجاء بن حیوۃ علی بن زباح اور عبیداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں ابن حبان نے ان کو ثقہ لوگوں میں بیان کیا ہے۔

(۴) —— حافظ ابن عساکر دمشقی لکھتے ہیں[۲۴]

يوصف بالعلم ويقول الشعر وقال ابن حاتم كان من الطبقة الثانية من تابعي اهل الشام -

علم سے موصوف تھے شاعر تھے امام ابن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷) نے کہا ہے کہ تابعین شام کے طبقہ ثانیہ میں سے تھے۔

(۵) —— ابن ندیم نے الفہرست میں لکھا ہے۔[۲۵]

كان خطيباً شاعراً فصيحاً حازماً ذا رأى وكان جواداً

خطیب، شاعر، فصیح اور محتاط و صاحب رائے اور بے حد سخی تھے۔

ان حوالوں میں خالد کے دیندار راستباز، ثقہ اور صالح اور سخی ہونے کی تصریحات بیان

ہوئی ہیں۔ تقوے کی وجہ سے آخرت کی طرف دھیان رہتا تھا۔ موت کو بہت یاد کرتے تھے خود فرماتے ہیں: ـــــــ

اتعجب ان کنت ذا النعمۃ
وانک فیھا شریف مھیب
فکم ورد الموت من ناعم
وحب الحیات الیہ عجیب
اجاب المنیۃ لما دعتہ
وکرھا یجیب لھا من یجیب (۲۶)

کیا تم دولت مند، شریف اور ہیبت ناک ہونے کے گھمنڈ میں ہو، موت تو دولت مندوں کو بھی آ جاتی ہے۔ حالانکہ زندگی ان کو بہت پیاری ہوتی ہے۔ مگر موت جب بلاتی ہے تو اس کو ہر کوئی ناگواری سے قبول کرتا ہے۔

ایک قطعہ کے دو شعر یہ بھی ہیں (۲۷)

یوم الحساب اذا النفوس تفاضلت
فی الوزن اذ غبط الاخف الاثقلا
فاعمل لما بعد الممات ولا تکن
عن حظ نفسک فی حیاتک غافلا

روزِ حساب (قیامت) کو یاد رکھو جبکہ کم وزن (اعمال) والے بھاری وزن والوں پر رشک کریں گے اس لئے بعد موت کے لئے نیک عمل جمع کر رکھو اور اپنی زندگی میں اپنی جان کے حصے سے غافل مت رہو۔

اور ایک دوسرے عبرت انگیز قطعہ کا ایک شعر یہ بھی ہے (۲۸)

الموت حوض لا محالۃ فیہ کل الخلق شارع
ومن التقی فازرع فانک تحصد ما انت زارع

موت تو ایک حوض ہے جس میں کل مخلوق کو گھسنا ہے، اس لئے نیکیوں کی کاشت

کرلو کیونکہ وہاں وہی کاٹو گے جو یہاں کاشت کیا ہے۔

آپ سے اعلم حفاظ حدیث سید التابعین حضرت امام زہری اور حضرت رجاء بن حیواۃ نے حدیثیں روایت کی ہیں اور صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں بھی آپ کی ایک روایت نظر سے گزری ہے۔[۲۹]

گوشہ نشینی :

آخر عمر میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اب باہر نکلنے میں کیا مزہ رہ گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خوبی ہے تو باہر اس پر حسد کرنے والے ہی باقی رہ گئے ہیں۔ اور اگر کوئی برائی ہے تو اس کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے بھی باقی ہیں۔[۳۰]

اصل الفاظ یوں ہیں۔ ھل بقی الاحاسد نعمتہ اوشامت بنکبتہ۔

وفات :

سنہ ۹۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ امیر المومنین ولید بن عبد الملک نے جنازہ کو کندھا دیا۔ نماز جنازہ پڑھائی اور بنو امیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ خالد کی میت پر چادریں ڈالو کیونکہ اس کے بعد تم کو اتنا اہم حسرتناک جنازہ پھر دستیاب نہ ہوگا۔ پھر خالد کو دفن کر کے اللہ کی رحمت کے سپرد کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فہرست حوالہ جات

۱۔ المحبر ص ۳۴۴۔ مصنف ابوجعفر محمد حبیب ہاشمی بغدادی متوفی ۲۴۵ھ طبع حیدر آباد دکن ۱۹۴۲ء ۱۳۶۹ھ

۲۔ وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان جلد ۵ ص ۱۲۶ طبع مصر۔ مولفہ قاضی شمس الدین ابن خلکان برمکی شافعی متوفی ۶۸۱ھ

۳۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۱۱۷ طبع مصر مصنف حافظ ابوالحسن ابن عساکر دمشقی متوفی ۵۷۱ھ

۴۔ العقد الفرید جلد ۲ صـ۹۴ طبع مصر مصنفہ احمد بن عبد ربہ اندلسی (مولی ہشام بن عبد الرحمن اندلسی اموی)
متوفی ۳۲۸ ھ ———

۵۔ کتاب الفہرست صـ۹۸ مصنفہ محمد بن اسحاق ابن ندیم الوراق البغدادی مطبوعہ مصر

۶۔ معجم الادباء جلد ۱۱ صـ۹۸ مصنفہ یاقوت حموی رومی، طبع مصر (صـ۴۲)

۷۔ کتاب الفہرست ابن ندیم صـ۹۸ طبع مصر ———

۸۔ تاریخ ابنِ عساکر دمشقی، جلد ۵ صـ۱۸ ۔ ۱۱۷ ———

۹۔ فہرست ابن ندیم صـ۹۸ ——— ۱۰۔ العقد الفرید جلد ۲ صـ۲۵ ———

۱۱۔ تاریخ ابنِ عساکر دمشقی جلد ۵ صـ۱۱۹ ۱۲۔ الاغانی جلد ۱۶ صـ۸ ۔ ۸۷ مصنفہ علی بن حسین اصبہانی
متوفی ۳۵۶ طبع مصر ——— ۱۳۔ الاغانی جلد ۱۶ صـ۸۵ ———

۱۴۔ العقد الفرید جلد ۲ صـ۵۰ ۳۴۹ ۱۵۔ المحبر صـ۵۹ ———

۱۶۔ تاریخِ ابن کثیر عماد الدین ابن کثیر حنبلی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ طبع مصر صـ۸ جلد ۹ ۔

۱۷۔ ایضاً ——— ۱۸۔ معجم الادباء جلد ۱۱ صـ۴ ———

۱۹۔ ایضاً ——— ۲۰۔ تاریخ ابنِ عساکر جلد ۵ صـ۲۰ ۔ ۱۱۹ ———

۲۱۔ مرأت الجنان جلد اول صـ۱۸۰ طبع حیدرآباد دکن مصنفہ امام عبد اللہ بن اسعد الیمنی متوفی ۷۶۸ھ

۲۲۔ تاریخ ابنِ کثیر جلد ۸ صـ۲۳۷ طبع مصر ۲۳۔ تہذیب التہذیب جلد ۳ صـ۱۲۸ طبع حیدرآباد دکن

۲۴۔ تاریخ ابنِ عساکر دمشقی جلد ۵ صـ۱۱۷ طبع مصر ۲۵۔ کتاب الفہرست ابن ندیم صـ۹۸ طبع مصر

۲۶۔ معجم الادباء جلد ۱۹ صـ۴ ۔ العقد الفرید جلد ۲ صـ۶۴ ———

۲۷۔ تاریخِ ابنِ عساکر دمشقی جلد ۵ صـ۱۲۵ ———

۲۸۔ ایضاً ایضاً ایضاً صـ۱۲۰ ———

۲۹۔ ابوداؤد شریف جلد دوم صـ۲۱۲ طبع دہلی باب فی لبس القباطی للنساء

۳۰۔ العقد الفرید جلد ۲ صـ۱۵۱ ———

۳۱۔ معجم الادباء جلد ۱۱ صـ۴۲ ———